| پرچہ I: (انشائیہ طرز) | نہم 2018ء | اردو (لازمی) |
|---|---|---|
| کل نمبر: 60 | (پہلا گروپ) | وقت: 2 گھنٹے 10 منٹ |

## (حصہ اوّل)

**سوال 2:-** درج ذیل نظم وغزل کے اشعار کی تشریح کیجیے (تین اشعار حصہ نظم سے اور دو اشعار حصہ غزل سے): (10)

### (حصہ نظم)

(i) گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہو گا حق کیسے ادا تیرا

**جواب:** تشریح:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنے بیٹھیں تو اسے شمار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی نعمتیں عطا کی ہیں مگر انسان ہر قسم کی نعمتوں کے باوجود اُس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اگر انسان سوچے تو ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرے، لیکن اللہ تعالیٰ اس انسان کو بھی عطا کرتا ہے، جو اس کی اطاعت وفرماں برداری نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا واجب ہے، مگر جو نعمتیں اللہ نے عطا کی ہیں اور کرتا ہے، ان کا شکر چاہ کر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

(ii) جو بے داغ لالہ، جو بے خار گل ہے
وہ تُو ہے، وہ تُو ہے، وہ تُو ہے، وہ تُو ہے

**جواب:** تشریح:

لالہ کا پھول جو اپنی خوب صورتی اور رعنائی میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ لالہ کے پھول کی رعنائی اپنی خوب صورتی کے باعث دنیا میں لاثانی ہے لیکن اس میں ایک کمی ہوتی ہے کہ اس میں ایک داغ ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرے پھول جو خوب صورتی میں کمال درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں جو ہاتھ کو زخمی کر دیتے ہیں۔ شاعر نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو گلِ لالہ سے بڑھ کر خوب صورت کہا ہے کیوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات ایک مکمل ذات ہے۔ اس میں

کوئی داغ، کوئی عیب نہیں ہے۔اسی طرح پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں لیکن آپ ایسے پھول کی مانند ہیں جن کے ساتھ کوئی کانٹا نہیں ہے۔آپ ﷺ کی ذات رحمت ہی رحمت ہے۔آپ ﷺ رحمت کی عملی تصویر ہیں۔انسان کامل ہونے کا شرف صرف حضرت محمد ﷺ کو ہی حاصل ہے۔

---

(iii) بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہیں
جھڑیوں کی مستیوں سے دھومیں مچا رہے ہیں

---

**جواب: تشریح:**

اِس شعر میں شاعر نظیر اکبر آبادی نے نہایت ہی اچھے انداز میں برسات کی رونقوں کے بارے میں بات کی ہے۔شاعر نے برسات کے موسم میں بادلوں کی مستیوں کے بارے میں کہا کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے بادل نشے میں چُور ہو کر آسمان پر چھا رہے ہیں اور ہوا پر بیٹھ کر اِدھر اُدھر چلے جا رہے ہیں۔یہ بادل کبھی برستے ہیں، تو کبھی گرجتے ہیں۔گھٹائیں آتی ہیں تو مستیاں پھیلا کر اپنے دیکھنے والوں کو بھی بے خود کر دیتی ہیں۔نظیر کہتے ہیں کہ گویا لگاتار بارش کی مستیوں کی وجہ سے شور و غل پیدا ہو رہا ہے۔

---

(iv) شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تُو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے



---

**جواب: تشریح:**

اقبالؒ نے ٹوٹی ہوئی شاخ کو علامت کے طور پر بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔اقبالؒ کہتے ہیں کہ اے مسلمان! تُو ٹوٹی ہوئی شاخ ہے، جو درخت سے علیحدہ ہو گئی ہے، اس سے سبق سیکھ۔اگر تو عروج حاصل کرنا چاہتا ہے تو تجھے اپنی ملت سے تعلقات استوار رکھنا ہوں گے۔اقبالؒ نے اتحاد اور اجتماعیت کا سبق دیتے ہوئے کہا ہے کہ اتحاد ایک ایسی طاقت ہے، جس میں مکمل طمانیت، ایمان کا پختہ ہونا شامل ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان متحد ہو کر میدانِ عمل میں آئے تو چند ہی سالوں میں دنیا پہ چھا گئے اور ہر طرف حکمرانی کرنے لگے۔اور جب منتشر اور باہمی نااتفاقی کا شکار ہوئے تو وہ

زوال اور پستی کے گڑھے میں جا گرے اور غیر قومیں ان پر غالب آ گئیں۔

## (حصہ غزل)

(v) آتشِ غم سے دل بُھنا شاید
دیر سے بُو کباب کی سی ہے

**جواب:** تشریح:

میر تقی میر کا یہ شعر حقیقت سے بعید ہے۔ وہ اس شعر میں اپنے غم کی شدت کو بیان کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میرا غم بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے غم کی اس آگ میں میرا دل بھن گیا ہو، کیونکہ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی کباب آگ پر رکھا ہو اور اسے اتارنا بھول جائیں تو وہ جل جاتا ہے اور اس کی بُو اردگرد پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی اپنے دل کے جلنے کی بُو آ رہی ہے۔ یہاں میر نے اپنے دل کو کباب سے اور غم کی شدت کو آگ سے تشبیہ دی ہے، کیونکہ غم کی شدت نے ان کے دل کو اس طرح جلا دیا ہے، جس طرح آگ کباب کو جلا دیتی ہے۔



(vi) رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اجالے میں رویا کیا

**جواب:** تشریح:

شاعر حیدر علی آتش کہتے ہیں کہ میرے محبوب! میں تو تیرے ہی حسن و جمال میں کھویا رہا اور تیری ہی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا رہا ہوں۔ میرے محبوب کا چہرہ نہایت ہی حسین اور بال گھنیرے ہیں۔ میں تو تیرے حسن و خوبصورتی میں مگن رہا، لیکن مجھے تیری اس تعریف و توصیف سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس کے باوجود میں روتا ہی رہا، کیونکہ مجھے وصالِ یار ہی حاصل نہ ہوا اور میری عمر یوں ہی گزر گئی۔ میں کسی بھی تعمیری کام کا حصہ نہ بن سکا۔ اس شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے رُخ کو دن کے اُجالے سے اور اس کے گیسوؤں کو رات کی تاریکی سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے چہرے اور گیسوؤں پر ہی قربان ہوتا رہا اور دن رات ان

کی یاد میں خود کو رُلاتا رہا۔

(vii) بُلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گِلا
قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

**جواب: تشریح:**

بہادر شاہ ظفر چونکہ زندان میں قید ہے اور اپنے قید ہونے کے بارے میں بالکل پریشان نہیں۔ ویسے تو بلبل اپنی قید پر پریشان اور غم زدہ رہتا ہے کیونکہ ہر آزاد پرندہ قید کو پسند نہیں کرتا مگر یہ ایسا بلبل ہے جو اپنی قید پر غم زدہ نہیں اسے نہ مالی سے گلہ ہے اور نہ صیاد سے شکوہ ہے وہ باغ کے مالی سے کیا شکوہ کرتا کہ اس نے اس کی حفاظت نہ کی اور شکاری نے اسے قید کر لیا۔ اس کی قسمت میں بہار کے موسم میں قید لکھی ہوئی تھی اسی لیے سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں۔

## (حصہ دوم)

**سوال 3:-** درجِ ذیل نثر پاروں کی تشریح کیجیے۔ سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی بھی لکھیے: (5,5)

(الف) ''ظرافت مزاج میں اس قدر تھی کہ اگر آپ کو بجائے حیوانِ ناطق کے حیوانِ ظریف کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک دفعہ جب رمضان گزر چکا تو قلعے میں گئے۔ بادشاہ نے پوچھا: ''مرزا تم نے کتنے روزے رکھے؟'' عرض کیا: ''پیر و مرشد! ایک نہیں رکھا۔'' ایک دن نواب مصطفیٰ خان کے مکان پر ملنے کو آئے۔ ان کے مکان کے آگے چھتا تاریک تھا۔''

**جواب:** سبق کا عنوان: مرزا غالب کے عادات و خصائل

مصنف کا نام: مولانا الطاف حسین حالؔی

**مشکل الفاظ کے معانی:**

ظرافت: دل لگی، مذاق

حیوان ظریف: ہنسنے والا جانور، مراد ہنسی اور مذاق کرنے والا انسان

پیر و مرشد: احتراماً کسی کو بلانے کا انداز

چھتا: چھتی ہوئی گلی یا بازار

## تشریح:

ہنسی مذاق اور شوخی مرزا غالبؔ کے مزاج کا ایک اہم حصہ تھی۔ اسی خوبی کے پیشِ نظر حالیؔ نے انھیں "حیوان ناطق" یعنی بولنے والے جانور کی بجائے "حیوان ظریف" یعنی ہنسنے والا جانور کہا ہے۔ غالبؔ کی ظرافت کا حوالہ دیتے ہوئے حالیؔ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جب رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا تو غالبؔ بہادر شاہ ظفرؔ سے ملاقات کے لیے لال قلعہ گئے۔ گفتگو کے دوران بادشاہ نے مرزا سے پوچھا۔ تم نے کتنے روزے رکھے؟ غالبؔ نے بڑے شوخیانہ انداز میں جواب دیا کہ حضور! ایک نہیں رکھا۔ غالبؔ کے جواب سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ایک روزہ نہیں رکھا باقی سارے روزے رکھے ہیں، لیکن حقیقتاً انھوں نے ایک روزہ بھی نہیں رکھا اور پھر ایک دن مرزا جب نواب مصطفیٰ سے ملاقات کے لیے ان کے گھر گئے تو ان کے مکان کے آگے چھتی ہوئی گلی بہت تاریک تھی۔

---

(ب) "بھینس اگر ورزش کرتی اور غذا کا خیال رکھتی تو شاید چھریری ہو سکتی تھی لیکن کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بعض لوگ مکمل احتیاط کرنے پر بھی موٹے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بھینس کا مشغلہ جگالی کرنا ہے یا تالاب میں لیٹے رہنا۔ وہ اکثر نیم باز آنکھوں سے اُفق کو تکتی رہتی ہے۔ لوگ قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔"

---

**جواب**: سبق کا عنوان: ملکی پرندے اور دوسرے جانور

مصنف کا نام: شفیق الرحمٰن

## مشکل الفاظ کے معانی:

چھریری: دبلی پتلی — مشغلہ: کھیل تماشا

نیم باز: اَدھ کُھلی — قیاس آرائیاں: اندازہ لگانا

## تشریح:

بھینس اگر کسرت کرتی اور اپنی خوراک کا بھی خیال رکھتی تو شاید دبلی پتلی ہو سکتی تھی، مگر اس بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، کیوں کہ بعض لوگ باوجود مکمل احتیاط کرنے کے موٹے

ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بھینس جگالی سے دل بہلاتی رہتی ہے یا پھر تالاب میں لیٹی رہتی ہے۔ وہ اکثر اپنی اَدھ کُھلی آنکھوں سے آسمان کو دیکھتی رہتی ہے۔ اس سے بعض لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ وہ کچھ سوچ رہی ہے۔

**سوال 4:- درجِ ذیل میں سے کوئی سے پانچ سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (10)**

**(i) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟**

**جواب:** برہمن کو ہمیشہ اس بات کی حسرت رہی کہ خدا نے بتوں کو گویائی یعنی بولنے کی طاقت کیوں نہ عطا کی۔

**(ii) شاعر امیر مینائی کے دل میں کیا حسرت اور آرزو ہے؟**

**جواب:** شاعر کے دل میں درِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر جینے اور مرنے کی حسرت اور آرزو ہے۔

**(iii) حضرت اسماءؓ کون تھیں؟**

**جواب:** حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔

**(iv) گلزار کے بھیگنے اور سبزے کے نہانے سے کیا مراد ہے؟**

**جواب:** گلزار کے بھیگنے اور سبزے کے نہانے سے مراد یہ ہے کہ بارش سے باغات اور باغات میں اُگا ہوا سبزا دُھل گیا ہے۔



**(v) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے کا کیا مطلب ہے؟**

**جواب:** دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے سے مراد کاہلی اختیار کرنا ہے۔

**(vi) الگو چودھری کے پنچ مقرر ہونے پر شیخ جمن کیوں خوش تھا؟**

**جواب:** الگو چودھری، شیخ جمن کا دوست تھا۔ جب خالہ نے اُسے پنچ مقرر کیا تو شیخ جمن کے دل میں یہ خیال آیا کہ دوستی نبھاتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ سنائے گا اور وہ الگو چودھری کے پنچ بننے پر بہت خوش ہوا۔

**(vii) حضرت بی کون تھیں اور انھوں نے سلیم کو کیا نصیحت کی؟**

**جواب:** حضرت بی چاروں لڑکوں کی نانی تھیں۔ انھوں نے سلیم کو نصیحت کی کہ بیٹا! اگرچہ تم نے

مجھے سلام نہیں کیا، لیکن میں تمھیں دعا دیتی ہوں؛ جیتے رہو عمر دراز ہو اور اللہ تعالیٰ نیک ہدایت دے۔
چونکہ تم میرے بچوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہو اس لیے میں نے تمھیں جتایا ہے۔

**(viii) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بُلبُل سمجھتے ہیں، اس میں قصور کس کا ہے؟**

**جواب:** قصور ہمارا نہیں، ہمارے ادب کا ہے۔ شاعروں نے نہ بلبل دیکھی ہے، نہ اُس کی آواز سنی ہے، کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی۔

**سوال 5:-** کسی ایک سبق کا خلاصہ لکھیے: (5)

(الف) نصوح اور سلیم کی گفتگو (ب) قدرِ ایاز

**جواب:** **(الف) نصوح اور سلیم کی گفتگو**

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (دوسرا گروپ)، سوال نمبر 5 (الف)۔

**(ب) قدرِ ایاز**

**خلاصہ:**

اس سبق میں مصنف بیان کرتے ہیں کہ کرنیلوں کو رہنے کے لیے سی کلاس عمدہ بنگلے ملتے ہیں، مگر مجھے ولسن روڈ پر ولسن صاحب کا بنوایا ہوا بنگلہ ملا۔ دو ایکڑ زمین، بنگلے کے سامنے وسیع اور سرسبز باغ تھا۔ امیرانہ طرز کے بنگلے میں ہم نے مناسب قالین، دریاں اور مناسب فرنیچر بھی حاصل کر لیا۔

سلیم میاں میٹرک کے بعد دوسرے کرنیل زادوں کی طرح بیڈمنٹن کھیلتے اور شام ہوتے ہی ٹی وی کے سامنے جم جاتے۔ بوڑھا ملازم علی بخش ان کا خیال رکھتا تھا۔ ایک دن علی بخش معمول کے خلاف روتی صورت بنائے کمرے میں آیا۔ میرے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ سلیم میاں نے اسے بدتمیز، گنوار اور دیہاتی کہا ہے۔ اور وہ اس لیے کہ علی بخش نے سلیم میاں کے دوست امجد کی اچھے طریقے سے تواضع نہیں کی۔

علی بخش کی شکایت سننے کے بعد میں نے اپنے بیٹے کی شکایت بھی سنی۔ ہمارے نزدیک

دیہاتی ہونا ناقابلِ برداشت بات سمجھی جاتی ہے۔اور ہنسی ہنسی میں مَیں نے ایک قصہ سنا دیا۔ایک دیہاتی لڑکا تھا جو گاؤں کے سکول سے پرائمری پاس کرنے کے بعد شہر کے ہائی سکول میں داخل ہوا۔اپنے گاؤں کا چھوٹا موٹا چودھری تھا۔ پہلے دن کلاس میں ننگے سر پر صافہ بدن پر کرتا' تہبند اور پوٹھوہاری جوتا پہن کر گیا۔ ماسٹر جی نے دیکھ کر شلوار پہننے کو کہا تو ہلکی آواز میں بولا کہ شلوار تو لڑکیاں پہنتی ہیں۔سلیم میاں نے ہنستے ہوئے پوچھا کہ پتلون کیوں نہیں پہنتا تھا۔باپ نے کہا کیونکہ دیہات میں پتلون نہیں پہنی جاتی۔صرف سیکنڈ ہیڈ ماسٹر صاحب پتلون پہنتے تھے۔لڑکے ان کو جینٹل مین کہا کرتے تھے' خوش مزاج' ہاکی کے کھلاڑی اور شکار کے شوقین تھے۔ایک دفعہ دسمبر میں شکار کرتے کرتے یہ ماسٹر جی اُسی دیہاتی لڑکے کے گاؤں پہنچ گئے۔لڑکا ماسٹر صاحب کو دیکھ کر بہت پریشان ہو گیا کہ پتا نہیں ماسٹر جی کو ہماری خاطر تواضع پسند آئے نہ آئے۔بہرحال چھوٹے چودھری ماسٹر صاحب کو چوپال میں لے گئے۔چوپال کے دو حصے تھے:ایک میں گھوڑی بندھی تھی اور دوسرے حصے کے درمیان میں آتش دان تھا۔آتش دان کے گرد نرم اور گرم گھاس تھی۔اس پر کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ہر فرد نے استاد صاحب کی خیریت پوچھی۔ماسٹر صاحب نے پتلون پہنی ہوئی تھی' اس لیے بیٹھنے کے لیے رنگین چارپائی پیش کی۔سلیم نے حیرت سے پوچھا کہ کرسی نہیں تھی؟ پھر کیسے چودھری ہوئے؟ چودھری کی چودھراہٹ کرسیوں سے نہیں ہوتی۔سلیم نے کہا کہ گول کمرے میں بھلا کوئی گھوڑی باندھتا ہے؟ میں نے کہا کہ دیہاتی اتنے مہذب نہیں ہوتے کہ ڈرائنگ روم میں کتے لے آئیں وہ گھوڑوں پر گزارہ کر لیتے ہیں۔علی بخش مسکرایا۔گاؤں کے نائی نے پاؤں دبائے' ایک نوکر تازہ مکئی بھٹے بھنوا کر لایا۔ماسٹر جی نے چائے طلب کی' کیونکہ سردی کا موسم تھا۔تب سلیم کو بتایا گیا کہ صرف حکیم صاحب کی دکان سے چائے ملے گی' کیونکہ صرف مریض اور بیمار چائے پیتے تھے۔چائے تو پیش کی گئی' مگر وہ بدذائقہ تھی۔رات کو ماسٹر جی کو مرغ کا سالن کھلایا گیا۔سونے کے لیے اکلوتی ریشمی رضائی دی گئی۔رات کو جب گھوڑا کھانسا تو ماسٹر جی کی آنکھ کھل گئی۔صبح کو کھیتوں کی سیر کروائی گئی۔اس کے بعد غسل کیا۔سلیم نے طنزاً کہا کہ غسل بھی بیٹھک میں کیا ہوگا؟ میں نے کہا: مسجد میں۔صرف مسجدوں میں ہی غسل خانے ہوا

کرتے تھے۔ سلیم نے کانوں کو ہاتھ لگا کر ایسی زندگی سے معافی مانگی۔ اپنے باپ کو کہا کہ اچھا ہوا کہ آپ فوج میں آ گئے ورنہ چھوٹے چودھری کے مویشیوں کے ساتھ سونا پڑتا۔ میں نے بتایا کہ اس کے بعد ماسٹر جی چلے گئے۔ سلیم نے پوچھا کہ وہ شرمندہ نہ ہوا؟ میں نے کہا کہ وہ سکول سے پڑھا اور اس کے بعد کالج چلا گیا۔ زمین بیچ کر پڑھائی مکمل کی۔ فوج میں بھرتی ہو گیا۔ سلیم نے باپ سے اُس لڑکے سے ملنے کی فرمائش کی تو باپ نے بازو پھیلا کر کہا کہ چھوٹے چودھری سے ملو۔ کافی دیر حیرانی سے دیکھنے کے بعد بیٹا باپ سے لپٹ گیا۔ ابا جان! آپ؟ اس کی آنکھیں نم اور ایک دیہاتی کے لیے محبت کی چمک سے بھرپور تھیں۔

**سوال :6-** نظم "پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ" کا مرکزی خیال/خلاصہ لکھیے اور شاعر کا نام بھی لکھیے۔ **(5)**

**جواب :** جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (دوسرا گروپ)، سوال نمبر 6۔

**سوال :7-** ابا جان کو خط لکھ کر اپنے سکول میں ہونے والے ریزلٹ ڈے کی تفصیل لکھیے۔ **(10)**



**جواب :** کمرۂ امتحان

شہر الف۔ب۔ج

21 مارچ 2017ء

پیارے ابا جان!

السلام علیکم!

مبارک ہو۔ یکم اپریل آئی، میری کامیابی کی خوشخبری لائی۔ بے رنگ سا سکول پہنچا۔ نو بج چکے تو ہیڈ ماسٹر صاحب جلوہ افروز ہوئے۔ ہر جماعت کی قطار لگ گئی، مگر دل دھڑک رہے تھے معلوم نہیں کیا نتیجہ نکلے۔ پاس ہیں یا فیل یا زیرِ غور۔ اللہ اللہ کر کے اساتذہ نے نتیجہ سنایا۔ پاس ہونے والے طلبہ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ ناچتے تھے، گاتے تھے، تکبیر کے نعرے لگاتے تھے۔ کوئی آدھ گھنٹہ یہی کھیل ہوتا رہا۔ آخر سب لڑکے سکول سے نکل گئے۔ صرف نویں جماعت بیٹھی تھی جو ہیڈ

ماسٹر کی طرف آنکھیں لگائے تھی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اٹھے انھوں نے نتیجہ سنائے بغیر پاس ہونے والے طلبہ کو مبارکباد دی۔ پھر نتیجہ سنایا۔ ہمارے فریق کے پانچ لڑکے فیل ہوئے اور باقی ہم سب پاس۔ ہماری خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا جبکہ فیل ہونے والے طلبہ گردنیں جھکائے، منہ لٹکائے سکول سے نکل گئے۔

پیارے ابا جان! یہ سب آپ کی اور امی جان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ امی جان کو سلام اور ننھے کو پیار۔

آپ کا بیٹا

سعد اسلم

یا

**ہیلتھ آفیسر کو درخواست لکھیے اور اپنے محلّے میں موجود گندگی کے ڈھیروں اور صفائی کے عملے کی غفلت کے خلاف شکایت کیجیے۔**

**جواب:** جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (دوسرا گروپ)، سوال نمبر 7 (یا)۔



**سوال:8-** **ایک کہانی لکھیے جس کا عنوان "گیدڑ کی مکاری" ہو۔** (5)

**جواب:** جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (دوسرا گروپ)، سوال نمبر 8۔

یا

**ہوٹل مینیجر اور مہمان میں مکالمہ تحریر کیجیے۔**

**جواب:** **"ہوٹل مینیجر اور مہمان"**

(مسٹر عدیل اپنے بیٹے ذیشان کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوتے ہیں)

عدیل: السلام علیکم!

مینیجر: وعلیکم السلام۔ خوش آمدید۔ کیا حکم ہے؟

عدیل: مجھے دو بستر کا کمرہ چاہیے۔

مینیجر: آج کل مہمانوں کی آمد زیادہ ہے۔ تیسری منزل پر صرف ایک کمرہ خالی ہے۔

عدیل: مینیجر صاحب! کمرہ صاف ستھرا اور ہوادار ہونا چاہیے۔

مینیجر: ہمارے ہوٹل کا ہر کمرہ نہایت صاف ستھرا ہے۔ آپ اوپر جا کر دیکھ لیں۔

عدیل: مجھے آپ کی باتوں پر اعتماد ہے۔

مینیجر: آپ کتنے دن تک ٹھہریں گے؟

عدیل: صرف دو دن تک۔ ہم مری جا رہے ہیں، واپس پر پھر دو دن ٹھہریں گے۔

مینیجر: 258 نمبر کمرے کی چابی لیجیے، امید ہے کہ ہماری خدمت سے خوش ہوں گے۔

عدیل: شکریہ!

بیرا: کیا تناول فرمائیں گے آپ؟

عدیل: ذیشان بیٹے! آپ کیا کھائیں گے؟ (کھانوں کی فہرست دیکھتا ہے)

ذیشان: دہی پلاؤ اور شامی کباب۔

عدیل: بیرے! میرے لیے بھنا ہوا مرغ اور بچے کے لیے ایک پلیٹ پلاؤ، ایک پلیٹ شامی کباب، دہی اور سلاد لاؤ۔ (بیرا سب کچھ حاضر کرتا ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر)



عدیل: بیرے! بل لاؤ۔

بیرا: یہ لیجیے حضور!

عدیل: ایک سو پچیس روپے ہوئے سب۔ یہ لو پانچ روپے بخشش۔

بیرا: شکریہ جناب!

**سوال 9:- درجِ ذیل جملوں کی دُرستی کیجیے: (5)**

(i) احمد نے کتاب کو پڑھا۔

دُرست: احمد نے کتاب پڑھی۔

(ii) ہم نے حج کرنا ہے۔

دُرست: ہمیں حج کرنا ہے۔

(iii) سامان، مکان اور دکانیں سب جل گئیں۔

دُرست: سامان، مکان اور دکانیں سب جل گیا۔

(iv) عورتوں نے کہا ہم آتی ہیں۔

دُرست: عورتوں نے کہا ہم آتے ہیں۔

(v) آبرو مٹی میں ملانا۔

دُرست: آبرو خاک میں ملانا۔

یا

درج ذیل جملوں کی تکمیل کیجیے:

(i) آخ تھو۔۔۔۔

مکمل: آخ تھو کھٹے ہیں۔



(ii) بدا چھا۔۔۔۔

مکمل: بدا چھا، بدنام بُرا۔

(iii) جس کی لاٹھی۔۔۔۔

مکمل: جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔

(iv) زبانِ خلق کو۔۔۔۔

مکمل: زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔

(v) غریب کی جورو۔۔۔۔

مکمل: غریب کی جورو سب کی بھابھی۔